سالارِ رحمانی، محبوبِ محبوبِ رحمانی، چمنِ رحمانی کے پھول

حضرت خواجہ صوفی شاہ محمد عارف خان رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

خواجۂ خواجگان ،غوث الوقت، دلبندِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، محبوبِ رحمانی، حضرت صوفی شاہ محمد فاروق ،قادری ،چشتی،صابری ،نظامی،رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب خلیفۂ اوّل، سالارِ رحمانی، چمنِ رحمانی کے پھول حضرت صوفی شاہ محمد عارف خان رحمانی رحمۃ اللہ علیہ (الملقب قبلہ بھائیجان رحمۃ اللہ علیہ) مادرزاد ولی تھے۔ آپ ۵ ستمبر ۱۹۱۹ء بروز جمعۃ المبارک (۹،ذی الحجہ یعنی یومِ عرفہ کو) پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ محترم حضرت راجہ غزن خان صاحب سابق ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر پابندِ صوم وصلوٰۃ بزرگ تھے اورانہوں نے ہمیشہ اپنے بیوی بچوں کو لقمۂ حلال کھلایا۔ جبکہ آپ کی والدہ محترمہ عابدہ ،زاہدہ، طاہرہ اور ولیہ خاتون تھیں۔ ان کے زہد وتقویٰ کا یہ عالم تھا کہ اپنا لباس خود سیتیں اور خود ہی دھوتی تھیں۔ ہر وقت باوضو رہتیں اور گھر کے کام کے علاوہ محلے کے بچّوں کو قرآن شریف پڑھایا کرتیں۔ گھر کا کھانا بھی باوضو تیار فرماتیں۔ اور بچّوں کو دودھ بھی باوضو پلاتیں۔

آپ تین بھائیوں اور دو بہنوں میں سب سے بڑے تھے۔ آپ کے پیدا ہوتے ہی والدہ محترمہ نے آپ کو حضرت غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی نذر کر دیا تھا اور اس

دن سے وہ ہر ماہ اپنی آمدنی کا دسواں حصّہ حضرت غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہدیہ اور نیاز پیش کرنے پر خرچ کرتی تھیں۔

آپ کی والدہ محترمہ نے بچپن ہی سے آپ کی تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ وہ آپ کے والد صاحب سے اکثر فرماتیں۔''عارف میرا بیٹا ہے باقی چاروں آپ کے ہیں۔'' یہ بھی فرماتیں۔''عارف تو میرا سائیں (فقیر) بیٹا ہے۔'' وہ آپ کو محلے کے لڑکوں کے ساتھ کبھی کھیلنے نہ دیتیں۔ اور ہمیشہ پگڑی باندھ کر گھر سے باہر بھیجتیں۔ گویا آپ کی پہلی دستار بندی آپ کی والدہ محترمہ ہی کے بابرکت ہاتھوں سے ہوئی۔ وہ آپ کو بازار کی کوئی چیز نہ کھانے دیتیں۔ اگر کسی بازاری چیز کی فرمائش کرتے تو خود گھر میں بنا کر کھلاتیں۔ باورچی خانہ میں اپنے پاس بٹھاتیں۔ گھر کا کام کاج کرواتیں اور اچھی اچھی باتیں سکھاتیں۔ اس تربیت کی چند جھلکیاں درج ذیل ہیں۔

۱۔ بیٹا! اس ہنڈیا کو دیکھو یہ گھر بھر کی کفالت کرتی ہے لیکن اس کے نصیب میں جلنا ہے۔ جب کھانا تیار ہوجاتا ہے تو سب نکال لیا جاتا ہے اور اسکے پیندے میں مٹی لگا کر دھوپ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ بیٹا! جو شجر دوسروں کو سایہ دیتا ہے وہ خود دھوپ میں جلتا ہے۔

۲۔ ایک دفعہ والدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا نے آپ سے ایک سائل کے ہاتھ دھلوائے اور کھانا کھلوایا۔ آپ کی عمر اس وقت تقریباً ۱۱ برس تھی کہنے لگے ''امی! آپ نے مجھ سے ایک فقیر کے ہاتھ کیوں دھلوائے ملازم سے کیوں نہ دھلوائے۔'' والدہ محترمہ نے فرمایا'' بیٹا! جب تو باپ کے مہمان کے ہاتھ دھلا کر عار محسوس نہیں کرتا تو اس فقیر کے ہاتھ دھلانے میں کیوں عار محسوس کی۔ وہ تو باپ سے بھی اونچی ہستی کا، یعنی اللہ کا مہمان تھا۔''

۳۔ جہاں کہیں کسی ولی اللہ کی آمد کی اطلاع ملتی آپ کو ملازم کے ہمراہ بھیجتیں۔ایک محفل سے آپ آنسولیکر آئے۔والدہ محترمہ نے ان بزرگ کی خدمت میں جوڑا ،شیرینی ،اور نذر بھجوائی اور کہلا بھیجا کہ ہم آپ کے بہت مشکور ہیں کہ آپ کی محفل سے ہمارا بیٹا آنسولیکر آیا۔

آپ بچپن میں اکثر خیال کرتے تھے کہ شاید وہ والدہ کی سوتیلی اولاد ہیں جبھی ان پر اتنی پابندیاں ہیں۔اکثر فرماتے جب میں اپنی والدہ مکرمہ رحمۃ اللہ علیہا کے احسانات سمجھنے کے قابل ہوا تو وہ اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ یہ سانحہ اپریل ۱۹۳۲ء میں پیش آیا۔ جبکہ آپ کی عمر تقریباً ساڑھے ۱۲ سال تھی کافی عرصہ تک والدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا خواب میں آکر آپ کی مختلف امور میں رہنمائی فرماتی رہیں۔

اولیائے عظام کی محبت کا جو پودا آپ کے دل میں آپ کی والدہ محترمہ نے لگایا تھا وہ وقت کے ساتھ پھلتا پھولتا گیا اور طالب علمی کے زمانے میں ہی آپ نے مرشدِ کامل کی تلاش شروع کردی۔بزرگانِ دین کے مزارات پر بالخصوص حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے آستانۂ عالیہ پر بلاناغہ حاضری دیتے۔بیشمار بزرگوں سے فیضان حاصل کیا،لیکن کسی نے ہاتھ نہ تھاما۔ یہی فرمایا میاں ہمیں اجازت نہیں۔آپ کو ہاتھ تھامنے والا اپنے وقت پر مل جائے گا۔

چند بزرگانِ دین سے آپ کی ملاقات کے حالات درج ذیل ہیں۔

۱۔ ایک بزرگ امرتسر ریلوے اسٹیشن پر ملے۔فرمانے لگے ہم تو بھیک مانگ کر کھاتے ہیں۔ ہم سے کچھ حاصل کرنا ہے تو بھیک مانگ کر لاؤ۔آپ نے سوٹ بوٹ پہنے ہوئے امرتسر ریلوے اسٹیشن پر بھیک مانگی اور جو ملا اُن بزرگ کی خدمت میں پیش کر کے دعائیں لیں۔

۲۔ ایک بزرگ نے فرمایا ہم تو چنے کھاتے ہیں اور تم کیک پیسٹری کھا کر اللہ کو تلاش کرنا چاہتے ہو۔ آپ نے فرمایا حضور! آپ فرمائیں تو میں بھی چنے کھاؤں گا۔ چنانچہ دو برس تک صرف چنے کھا کر گزارا کیا۔ آپ کے ارشاد کے مطابق اس زمانے میں آپ کے پسینے سے بیسن کی بُو آتی تھی۔ جب یہ حال دیکھا تو ان بزرگ نے بھی بھرپور نوازا۔

۳۔ ایک بزرگ سوٹ پہن کر رات دو بجے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بیٹھا کرتے تھے آپ بھی ان کے پاس جا کر بیٹھنے لگے۔ ایک دن انہوں نے فرمایا میاں صاحبزادے! کچھ حاصل کرنا ہے تو حاضری میں ناغہ نہ کرنا۔ چنانچہ تقریباً ایک سال تک آپ رات کے دو بجے مزار شریف پر حاضری دیتے رہے۔ ایک دفعہ سردیوں کی رات تھی اور بارش ہو رہی تھی۔ آپ کو تیز بخار بھی تھا لیکن جو اپنے ارادوں میں صادق ہوتے ہیں وہ کسی رکاوٹ کو خاطر میں نہیں لاتے۔ اسی حالت میں بڑا کوٹ پہن کر اور سر لپیٹ کر تین چار میل پیدل چل کر مزار شریف تک پہنچے۔ انہیں دیکھتے ہی بزرگ نے مسکرا کر کہا، بیٹا! اب تمہیں یہاں آنے کی ضرورت نہیں، جہاں میرا تصور کرو گے وہیں تم سے ملا کروں گا۔ یہ سنتے ہی آپ کو ایسا محسوس ہوا کہ بالکل تندرست و توانا ہیں اور بخار کا نام ونشان بھی نہ رہا۔ آپ فرماتے ہیں کہ بعد میں جیسے ہی آپ انکا تصور کرتے وہ بزرگ مل جاتے۔ انہوں نے بھی نعمت عطا فرمائی، لیکن ہاتھ نہ تھاما۔

اختصار کے پیشِ نظر بیشمار دیگر بزرگوں کی خدمت میں آپ کی حاضری کے واقعات پیش نہیں کیئے جا رہے۔ مقصود یہ بتانا ہے کہ آپ تلاشِ حق میں صادق تھے ۔ چنانچہ جب حضور قبلۂ عالم حضرت محبوبِ رحمانی صوفی شاہ محمد فاروق رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ۱۹۴۸ء میں آپ کی حاضری ہوئی تو فوراً ہی نعمت سے

نوازے گئے۔ حضور کے کچھ رشتہ داروں اور ملنے والوں نے پوچھا کہ حضرت ان میں ایسی کیا بات ہے کہ آ کے بیٹھے بھی نہ تھے اور نوازے بھی گئے حضور قبلۂ عالم محبوبِ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میاں ! آپ نے محمد عارف خان رحمۃ اللہ علیہ کو ابھی دیکھا ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں ان کی پوری زندگی کا ریکارڈ موجود ہے۔ آج جو نعمت انہیں عطا ہوئی ہے، یہ انکی پوری زندگی کی تگ ودو اور تلاش کا ثمر ہے۔

حضرت خواجہ محبوبِ رحمانی صوفی شاہ محمد فاروق رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کے چند ہی روز بعد آپ نے حکمِ شیخ سے اپنے پیر بھائیوں کی تعلیم اور تربیت کا کام شروع کردیا۔اور نہایت احسن طریقہ پر اس خدمت کو انجام دیا۔ یہاں تک کہ آپ اپنے پیر بھائیوں اور پیر و مرشد کے درمیان مستقل رابطہ اور واسطہ بن گئے۔ اور ۲۷، اکتوبر ۱۹۵۵ء میں محفلِ جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موقع پر آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ محبوبِ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے خلیفۂ اوّل کی حیثیت سے باقاعدہ دستارِ خلافت واجازت عطا فرمائی۔

آپ نے فرمایا کہ عطائے خلافت سے چندروز پہلے ایک بزرگ مع مریدوں کے عالمِ ارواح سے تشریف لائے اور پوچھا میاں صاحبزادے آپ کے شیخ نے علمِ مجاہدہ میں آپ کو کہاں تک تعلیم دی ہے؟ آپ نے عرض کیا حضور میں تو پروردۂ نگاہِ شیخ ہوں میں مجاہدہ کیا جانوں۔ بس وہ بزرگ خوش ہوگئے اور آپ کو سینے سے لگالیا۔ اس کے چند ہی روز بعد آپ کی خلافت کا اعلان ہوگیا۔

آپ کا ذاتی کردار بچپن سے ہی بے داغ تھا۔ آپ بلند اخلاق ، ایثار پیشہ، گفتار کے سچّے اور وعدے کے پکّے تھے۔ گفتگو اس قسم کی فرماتے کہ تفریحِ طبع کا سامان بھی ہوتا اور تعلیم وتربیت بھی ہوتی۔ نہایت ہی متواضع تھے۔ کوئی کسی

وقت بھی جاتا بغیر کھائے پیئے نہ آسکتا تھا۔ چائے اور شیرینی تو رات کے دو بجے بھی مل جاتی۔ جب تک کوئی مہمان نہ آتا کھانے کیلئے دسترخوان نہیں بچھواتے تھے ۔فرماتے تھے میاں، میں نے رزق اپنے لئے نہیں اُسکی مخلوق کو کھلانے کیلئے مانگا ہے۔

۱۹۵۲ء میں آپ نے اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ محبوبِ رحمانی رحمۃاللہ علیہ اور دیگر پیر بھائیوں کے ساتھ سہارنپور جا کر بانئ حلقۂ رحمانی انعامِ لاثانی اعلیٰ حضرت صوفی شاہ محمد انعام الرحمٰن قدوسی سہارنپوری رحمۃاللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دی۔ آپ کے دادا مرشد رحمۃاللہ علیہ آپ سے کمال شفقت سے پیش آئے۔ اس وقت آپ متشرع نہیں تھے۔ واپسی پر اعلیٰ حضرت رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا بیٹا! تم داڑھی کیوں نہیں رکھتے۔ آپ نے عرض کیا حضور ڈرتا ہوں، کہیں بدنامی کا باعث نہ بن جاؤں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃاللہ علیہ نے ارشاد فرمایا نہیں بیٹا تم داڑھی رکھو لوگ تمہاری صورت دیکھ کر مسلمان ہو جائیں گے۔ عرض کیا حضور بس آپ سے یہی سند چاہتا تھا۔ اسی دن سے داڑھی رکھ لی۔

کچھ عرصہ بعد اعلیٰ حضرت صوفی شاہ محمد انعام الرحمٰن قدوسی سہارنپوری رحمۃاللہ علیہ کا ایک دعا نامہ حضور قبلۂ عالم خواجہ محبوبِ رحمانی رحمۃاللہ علیہ کے نام آیا جسمیں آپ کے بارے میں یہ لکھا تھا۔ ”ہمارے محبوب کے محبوب ، چمنِ رحمانی کے پھول، محمد عارف خان رحمانی کو ہمارا سلام پہنچاؤ۔“ حضور قبلۂ عالم رحمۃاللہ علیہ نے یہ خط حلقے میں سب کو سنوایا۔ بعد میں آپ کو ”سالارِ رحمانی“ کا بھی خطاب عطا ہوا۔

آپ کے پیر بھائی آپ کو ”بھائی جان“ کے پیارے لقب سے یاد کرتے۔ اور یہ لقب ایسا مشہور ہوا کہ اصل نام کے بجائے یہی آپ کی شناخت بن گیا۔ اور اکثر لوگوں کو آپ کا نام معلوم نہیں تھا۔

آپ کے خطاب و بیان کا انداز بے حد دلنشیں، منفرد اور بے مثال تھا۔ لوگ ہر قسم کے سوال لیکر آتے اور آپ نہایت خوبصورت انداز سے ایسا مدلل جواب دیتے کہ سوال کرنے والے کی قلبی و علمی تشفی ہوجاتی۔ اور وہ آپ کا گرویدہ ہوجاتا۔ نیز آپ کی دعا کا انداز بھی بہت منفرد اور پُر اثر تھا۔ سوز و گداز، جذب و کیف اور رقت وگریہ کا یہ عالم ہوتا تھا کہ لوگ اپنے آپ کو بھول جاتے تھے۔

۱۹۵۹ء میں آپ کے پیرومرشد حضرت خواجۂ محبوبِ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو راولپنڈی میں مخلوقِ خدا کی خدمت وہدایت پر مامور فرمایا۔ اور آپ راولپنڈی تشریف لے آئے۔ یہاں آپ تقریباً تین سال مقیم رہے۔ اور اس عرصہ میں شہر کے بڑے بڑے علمأ وفضلأ، سرکاری افسران، تاجر، وکلأ اور صنعتکار غرض ہر قسم کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور اکتسابِ فیض کرتے رہے۔

۱۹۶۲ء میں آپ واپس کراچی تشریف لے آئے۔ اور اسی سال اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ محبوبِ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ فریضۂ حج ادافرمایا۔ اور حرمین شریفین کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ ۱۹۷۱ء میں آپ اپنے شیخ کی منشأ کے مطابق دوبارہ راولپنڈی تشریف لے آئے۔ اور مخلوقِ خدا کی ہدایت و رہنمائی میں مصروف عمل ہوگئے۔

پھر یہیں آپ کا وصالِ مبارک مورخہ ۶ ذالحجہ ۱۳۹۲ھ بمطابق ۱۲ جنوری ۱۹۷۳ء میں ہوا۔ آپ کا مزارِ مبارک زیرو پوائنٹ قبرستان اسلام آباد میں مرجعِ خلائق ہے۔

☆ آپ کے وصال کے بعد حضور قبلۂ عالم خواجہ محبوبِ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ''مکھن تو لے گئے میاں عارف۔ اب تو چھاچھ بچی ہے۔ یہ بھی کوئی نصیب والا ہی لے گا۔'' ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ ''حسنِ بیان عارف پر

ختم ہوا‘‘ ایک موقع پر یہ بھی ارشاد فرمایا’’وہی میرا محبوب تھا جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ہاں بلالیا۔ اسی کی خاطر میں نے یہ حلقے لینا شروع کیئے اوراسی نے اہلِ حلقہ کو آدابِ شیخ اور آدابِ محفل سکھائے۔ جوکوئی ان کا عرس مناتا ہے۔ اس کیلئے فقیراپنے قلب کی گہرائیوں سے دعا کرتا ہے۔

آپ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ دین کےمشکل سےمشکل نکات عام فہم زبان میں سمجھادیتے تھے۔ ذیل میں آپ کی تعلیم کا نچوڑ ، چند باتیں پیش کی جاتی ہیں۔

☆ میاں بھکاری بنے رہنا، بھکاری کے اعمال کا محاسبہ نہیں ہوتا۔لیکن بھکاری کی صفات اپنانا،صدالگانے میں ناغہ نہ کرنا۔ ملے نہ ملے،صدالگاتے رہنا۔ گداسخی کی آل اولاد کو دعائیں دیتاہے۔اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہیں۔ ان کی بارگاہ میں جانا تو ان کے حبیبِ پاک ﷺ کے گن گاتے،ان پردرودوسلام پڑھتے جانا،کبھی محروم نہ رہوگے۔

☆ اگرکوئی نیک عمل تم سے سرزدہوجائے توحسنِ عمل نہ سمجھنا حسنِ عطا سمجھنا۔ اللہ کی راہ میں تن من دھن سب قربان کرکے بھی یہی سمجھنا کہ حق ادانہ ہوا۔ ورنہ سب قربانی رائیگاں جائیگی، کیونکہ وہ ذات بے نیاز ہےاورحق ادا ہو نہیں سکتا۔

☆ مرشد سے کبھی کچھ طلب نہ رکھنا۔طلب رکھنے والا امتحان میں مبتلا ہوجاتا ہے۔اور جب مرشد ازخود کرم فرماتے ہیں اور نعمت عطافرماتے ہیں توپھر حفاظت بھی خود ہی فرماتے ہیں۔

☆ مرشدِ کامل کیلئے کچھ مشکل نہیں کہ کسی بھی مریدکوکوئی مشاہدہ کرادے لیکن نفس زندہ کے ساتھ مشاہدہ ہلاکت میں مبتلا کردیتاہے۔کیونکہ جب دیکھنے

کے بعد بھی گناہ کرتا ہے تو سزا کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ اسلیئے مرشدِ کامل سے کبھی مشاہدہ طلب نہ کرنا۔

- آؤ تمہیں بتاؤں، کہ راہِ طریقت میں منزل کیسے طے ہوتی ہے۔ سنو! کسی اللہ کے دوست نے تمہیں دیکھ لیا، تو ابتدائ ہوگئی۔ اور دل میں رکھ لیا تو انتہا ہوگئی۔اب دیکھنے سے دل میں رکھنے تک کا فاصلہ ایک آنِ واحد میں طے ہوجائے، خواہ زندگی بھر طے نہ ہو۔ یہ اپنے اپنے نصیب کی بات ہے۔
- تم کسی کی ایک کمزوری معاف کردو، ممکن ہے کہ اللہ تمہارے سارے گناہ معاف کردے۔
- آنکھ کے پانی سے دل کا میل اُترتا ہے اور روح کا غسل ہوتا ہے۔
- آواز ہر خاص وعام کیلیئے ہے نظر خواص کیلیئے ہے۔
- علمِ ظاہر بحث ومباحثہ سے بڑھتا ہے۔اور علمِ باطن اطاعت ومحبت اور عقیدت سے بڑھتا ہے۔
- نعمت میں رب کے احسان یاد کرو۔تکلیف میں اپنے گناہ یاد کرو۔ نعمت میں اضافہ ہوگا۔تکلیف میں تخفیف ہوجائے گی۔
- جب تک کوئی شخص اپنے دشمن کے حق میں بھی دوست بن کر سچّے آنسوؤں کے ساتھ روکر دعا نہیں کرتا، تب تک اسے درویشی کے کوچے کی ہوا بھی نہیں لگتی۔